سلسلۂ تقاریر الٓمّ

سورہ طٰہٰ

مقرر: ڈاکٹر اسرار احمد

السلام علیکم! نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم　　بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

طٰهٰ ○ مَآ اَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ○ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ○ تَنزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ○ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ○ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ○

آمنت باللّٰہ وصدق اللّٰہ العظیم

قرآن حکیم کی جو سورتیں دو دو حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں ان میں سے ایک سورۃ طٰہٰ بھی ہے۔ یہ سورہ مبارکہ مصحف میں سولھویں پارے میں پورے نصف کے آخر میں پھیلی ہوئی ہے۔ اسکی ۱۳۵ آیات ہیں۔ جن میں سے تقریباً ۹۰ آیات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات و کوائف پر مشتمل ہیں۔ اور یہ سورہ ۸ رکوعوں میں منقسم ہے۔

حروف مقطعات طٰہٰ کے بارے میں حضرت عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہما کی رائے یہ ہے کہ اس کے معنی ہیں "یا رجل" اور اس سے مراد ہے "یا محمد صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم" گویا کہ یہاں بھی وہی بات ہے جو سورہ یٰسٓ میں ہے۔ اور جیسا معنوی ربط وہاں موجود ہے، ویسا ہی یہاں بھی ہے۔ اس لئے کہ حروف مقطعات کے فوراً بعد حضورؐ سے خطاب شروع

ہو جاتا ہے۔

مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى

"اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے یہ قرآن آپ پر اسلئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مصیبت میں مبتلا ہو جائیں یا آپ ناکام ہوں۔"

جہاں تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات و کوائف کا تعلق ہے تو وہ اس سورہ مبارکہ کے تقریباً دو تہائی حصے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات اسی سورہ مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں۔ ان حالات و کوائف کے ضمن میں جو پہلی وحی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہ طور پر ہوئی تھی جبکہ انہیں نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا گیا تھا اس کا بھی اس سورہ مبارکہ میں قدرے تفصیل سے ذکر ہے۔ ساتھ ہی اس موقع پر نہایت مختصر لیکن جامع ترین الفاظ میں دین کے جو اساسی معتقدات ہیں، بنیادی ایمانیات ہیں ان کو چند الفاظ میں سمو دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مخاطبے کے موقع پر فرمایا گیا:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ٥ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى ٥ (آیات ۱۴ - ۱۵)

"(اے موسیٰ!) میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس میری ہی بندگی کو لازم پکڑو۔ اور میری یاد کیلئے نماز کو قائم رکھو، اور جان لو کہ قیامت آکر رہے گی۔ میں نے اس کو مخفی رکھا ہے تاکہ ہر ذی نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ مل جائے۔"

ذرا آگے چل کر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا جاتا ہے،

اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ۝ (آیت ۲۴)

"فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت سرکش ہو گیا ہے ۔" اس طرح حضرت موسیٰؑ کی بعثت کا دوسرا پہلو سامنے آتا ہے ۔ لہذا یہ دوہری رسالت کا جو بارِ گراں آپ جنابؑ کے کندھوں پر آیا، اس سے آں جناب کے جو احساسات سامنے آتے ہیں، وہ بڑے ہی پیارے الفاظ میں اس دُعا کی صورت میں بیان ہوئے ہیں کہ جو فوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمائی :

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِی ۝ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ ۝ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ۝ وَّنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا ۝ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ۝

(آیات ۲۵ تا ۳۵)

"پروردگار میرے سینے کو کھول دے میری زبان کی گرہ جو ہے اسے وا فرمائیے ۔ میرے لئے اس کام کو آسان فرمائیے ۔ کہ جو آج میرے حوالے کیا جا رہا ہے اور پھر مجھے وہ اندازِ تکلم عطا فرما جس کو لوگ اچھی طرح سمجھ پائیں ۔ اور میرے بھائی کو میرے ساتھ اس کام میں شریک فرما کر اسکو میرے لئے بطور معاون میرا نائب بنا دے ۔ تاکہ ہم دونوں مل جل کر ان فرائض رسالت کو بہتر طور پر سر انجام دے سکیں اور تیری تسبیح اور تقدیس بہتر طور پر کر سکیں ۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی یہ درخواست منظور فرمالی اور حضرت ہارون کو بھی نبوت و رسالت سے سرفراز فرمانے کے فیصلہ سے حضرت

موسیٰؑ کو مطلع فرماتے ہوئے دعوت و تبلیغ کے طریقے اور نہج کے لئے اصولی ہدایت بھی مرحمت فرمادی ۔ یہ وہ ہدایت ہے کہ جو ابدالاباد تک دینِ حق کی دعوت و تبلیغ کے لیے رہنما اصول کا مقام رکھتی ہے فرمایا :

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ (آیت ۴۳-۴۴)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ ! تم اور تمہارا بھائی دونوں فرعون کی طرف جاؤ ۔ وہ بہت سرکش، نافرمان اور طاغی و باغی ہو گیا ہے ۔ اس نے اپنی خدائی کا تخت بچھا لیا ہے وہ لوگوں سے اپنی پرستش کراتا ہے ۔ خدائی اختیارات کا دعویدار اور مدّعی ہے ۔ اس کو حق کی دعوت دو ۔ توحید کا پیغام دو ۔ ہمارے پیغام کی اس پر تبلیغ کرو لیکن دیکھنا اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا ۔ اُسے ہمدردی اور دل سوزی کے ساتھ حق کی طرف دعوت دینا ۔ ترش روئی اور سخت کلامی سے اجتناب کرنا ہو سکتا ہے کہ وہ یاد دہانی و نصیحت قبول کرلے اور اس کے دل میں اپنے حقیقی خالق اور رب کا خوف پیدا ہو جائے ۔"

یہ وہ ہدایت ہے جو حضرت موسیٰ جیسے جلیل القدر پیغمبر کو دی گئی ۔ اس ہدایت کو خاص طور پر ان تمام حضرات کو رہنما اصول کے طور پر سامنے رکھنا چاہیئے جو دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کے فرضِ منصبی کی ادائیگی کے اعلیٰ و ارفع کام میں اپنی توانائیاں لگا رہے ہوں ۔

آگے چل کر اسی سورہ مبارکہ میں ایک اور اہم مضمون بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات و واقعات کے ضمن میں آیا ہے کہ جب آنجناب کو دوسری بار کوہ طور پر طلب فرمایا گیا ، جب کہ تورات آپ کو عطا ہوئی تھی ۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے اشتیاق میں وقت معین سے پہلے پہنچ گئے ۔ اپنی قوم کو چھوڑ

کر جلدی فرما کر کوہ طور پر حاضر ہو گئے - وہاں اللہ تعالےٰ نے سوال کیا
وَمَآ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰى ۝ (آیت ۸۳)
"اے موسیٰ! وہ کونسی چیز ہے جس نے تمہیں اتنی جلدی پر آمادہ
کیا کہ تم اپنی قوم کو پیچھے چھوڑ کر یہاں وقت سے پہلے پہنچ گئے؟"
جواب ملاحظہ ہو حضرت موسیٰ بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں -
وَعَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى ۝ (۸۴)
" پروردگار میں جلدی کرکے اسلئے آیا کہ تو راضی ہو جائے تو میرا
شوق دیکھ، میرا اشتیاق دیکھ"۔
لیکن جواب میں جو بات اللہ تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہوئی، وہ بہت
اہم ہے بہت سبق آموز ہے - اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ عجلت
پسندی خیر کے معاملے میں بھی اچھی چیز نہیں "سہج پکے سو میٹھا ہو" بھلائی
اور خیر میں بھی جلدی سے کام لینا پسندیدہ نہیں - اللہ تعالےٰ نے فرمایا:
فَاِنَّا قَدۡ فَتَنَّا قَوۡمَكَ مِنۡۢ بَعۡدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ۝ (۸۵)
"اے موسیٰؑ! تمہاری عجلت کا نتیجہ نکل چکا ہے اور ہم نے تمہارے پیچھے
تمہاری قوم کو ایک آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے اور سامری نے انہیں
گمراہ کر دیا ہے"۔
بہر حال اس سورہ مبارکہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات
و واقعات بہت تفصیل سے وارد ہوتے ہیں - اس کے بعد دو رکوعوں
میں احوال قیامت کا ذکر بھی اور قصۂ آدم و ابلیس بھی آیا ہے - قدرے
تفصیل کے ساتھ — پھر اکثر مکی سورتوں کے اسلوب کے مطابق اس
سورہ مبارکہ کے آغاز میں بھی اور اسکے اختتام پر بھی - نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی جانب خصوصی التفات ہے - آپ سے خصوصی خطاب ہے -
چنانچہ آغاز میں فرمایا گیا تھا - " مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۝ "
"اے محمدؐ! ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ آپ مشقت

میں پڑ جائیں یا آپ ناکام ہوں،، ”تشقیٰ“ میں یہ دونوں مفہوم موجود ہیں۔ چلیے پہلے مفہوم کی نظیر ہے سورہ شعراء کی آیت

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝

”اے نبی! شاید کہ آپ اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے۔ اس رنج و صدمے سے کہ یہ ایمان نہیں لا رہے۔“ حضور پر دوہری مشقتیں تھیں۔ ایک مشقت دعوت و تبلیغ کی تھی گھر گھر جا کر کواڑوں پر دستک دینا ایک ایک دل پر دستک دینا۔ جہاں معلوم ہو جائے کہ کوئی قافلہ کسی وادی میں ٹھہرا ہوا ہے وہاں تشریف لے جانا اور اللہ کا کلام ان کو پڑھ کر سنانا۔ غرض کہ یہ ایک مشقت تھی محنت شاقہ تھی کہ جس میں آپ مبتلا تھے اور اس پر مزید یہ کہ لوگوں کے اعراض و انکار ان کی طرف سے کفر کی روش — اس کا مشاہدہ کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت رنج و غم اور اندوہ کا سامنا ہوتا تھا۔ آخر یہ انہی کی قوم تھی اور آپؐ سے بڑھ کر کون جانتا تھا کہ اس اعراض اور انکار کی پاداش میں ان کو کیا سزا ملنے والی ہے۔ کیسے عذاب و ہلاکت کی یہ قوم اپنے آپ کو مستحق بنا رہی ہے۔

غرض حضور پر ایک جانب یہ دوہری مشقت تھی اور دوسری طرف اس آیت مبارکہ کا مفہوم یہ بھی ہے کہ ”اے نبیؐ! یہ قرآن آپ پر اسلئے نازل نہیں ہوا کہ آپ ناکام ہوں۔ آپ کامیاب ہوں گے۔ وقتی طور پر جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان سے دل برداشتہ نہ ہوں۔ لوگوں کا یہ فوری ردعمل ہے اس سے مایوس نہ ہوں۔ حالات بہتر سے بہتر ہونگے۔“ جیسے کہ سورۃ والضحیٰ میں فرمایا:

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ

”اے نبیؐ! آپؐ گھبرائیں نہیں۔ آپؐ کے لئے ہر آنے والی ساعت پہلی ساعت سے بہتر ہو گی۔ اس دنیا میں بھی حالات بہتر سے بہتر ہوتے

ہیں چلے جائیں گے اور آخرت تو آپ کے لئے اس دنیا سے بہت بہتر ہے ہی۔
پھر وہاں بھی لحظہ بہ لحظہ آپ کے درجات میں ترقی ہوتی چلی جائیگی،،
یہی بات سورہ قصص میں بھی آئی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (۸۵)

"اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس ہستی نے آپ پر اس قرآن کو فرض کیا ہے۔ اس کی تبلیغ کی ذمّہ داری آپ پر عائد کی ہے۔ وہ آپ کا ساتھ چھوڑنے والی نہیں ہے۔ آپ لوٹیں گے اس حال کو کہ جو بہت ہی عمدہ ہوگا،،

اس سورہ طٰہٰ کے آخری حصّے میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھر دوبارہ التفات ہے۔ پہلے تلقین تو ہوئی۔

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ (۱۳۰)

"اے نبیؐ صبر کیجئے اس پر جو یہ کہہ رہے ہیں،، دوسرے یہ فرمایا گیا۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ (۱۳۱)

"اے نبیؐ! ان کفار کو، سرداران قریش کو ہم نے جو کچھ دنیا کا سازو سامان دے دیا ہے، انکے پاس دولت ہے، وجاہت ہے عزت ہے ثمر یہ ہے۔ لیکن آپ کی نگاہوں میں ان چیزوں کی حیثیت و وقعت پرکاہ کے برابر نہیں ہونی چاہیئے۔ آپ کی نگاہیں کبھی ان کی طرف نہ اٹھیں۔ یہ سارا سازو سامان تو درحقیقت اس لئے کہ ہم انہیں کے ذریعے سے انہیں فتنے میں مبتلا کر رہے ہیں اور درحقیقت یہ چیزیں ان کے لئے شامت اعمال کا سبب بن کر رہے گی۔،، زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ یہ صرف دنیا کی زندگی کی چمک دمک ہے۔

اثنائے سورت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک اور ہدایت بھی ہوئی جسمیں اسی عجلت پسندی سے روکا گیا۔ یعنی یہ کہ جلدی خبر کے

کام میں بھی اچھی نہیں ہے - فرمایا گیا -

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ (۱۱۴)

آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قرآن سے جو محبت تھی وہ ظاہر و باطن سے معلوم ہے - لہذا آپؐ کو شدید انتظار رہتا تھا - آپؐ چاہتے تھے کہ قرآن جلدی جلدی نازل ہو - اس سے آپؐ کو روکا گیا - قرآن مجید کی تنزیل کے لئے جو تدریج اللہ کی حکمت میں طے شدہ ہے وہی یقیناً درست ہے اور بہتر ہے - لہذا اس سے پہلے آپؐ اس کے لئے جلدی نہ کریں - اور

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ (۱۱۴)

اپنے ربّ سے دُعا فرماتے رہا کریں کہ "اے رب میرے علم میں اور اضافہ فرمائے" یہ ہے اس سورہ مبارکہ کا مختصر بیان وہ جس کا آغاز ہوا طٰہٰ سے اور جیساکہ سورہ یٰسٓ کا معاملہ ہے - طٰہٰ اور یٰسٓ دونوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اسماء میں شمار کیا گیا ہے -

بقول شاعر :

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسٓ وہی طٰہٰ

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم ونفعنی واياكم بالآيات والذكر الحكيم

بقیہ : قرآن مجید قرآن مجید کی روشنی میں

ہیں اور کروڑہا کروڑ انسان برابر اس کو سنتے آرہے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ انشاء اللہ برابر جاری رہے گا۔ تحفیظ القرآن کا یہ ایک بہت بڑا عطیہ ہے۔ جس کے لئے مسلمانوں کو اپنے رب کا شکر گذار ہونا چاہیے۔